

قانون توہین رسالت

(295-C)

قرآن و سنت

اور
علمائے اسلام کی نظر میں

مؤلف

حضرت علامہ
شہزاد قادری ترابی مدظلہ العالی

تحریک اتحاد اہلسنت



فهرست

صفحہ	عنوان	نمبر شمار
2	قرآن مجید میں کہیں بھی گستاخ رسول کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ یہ انسانوں کا بنا یا ہوا خود ساختہ قانون ہے کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے؟	1
5	آپ ﷺ رحمۃ للعالیین بن کراس کائنات میں تشریف لائے، آپ ﷺ نے تو اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا تھا لہذا گستاخ رسول کو بھی ہمیں معاف کر دینا چاہیے؟	2
18	کیا خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک بھی گستاخ رسول واجب القتل ہے؟	3
22	کیا علمائے امت کے نزدیک بھی گستاخ رسول واجب القتل ہے؟	4
27	قانونِ توہین رسالت ایک فوجی آمر (جزل ضیاء الحق) کا خود ساختہ قانون ہے، لہذا اس کو ختم کیا جائے؟	5
30	قانونِ توہین رسالت پر عملدرآمد میں گڑبرڑ ہے۔ اس کی آڑ میں جھوٹی مقدمات بنائے جاتے ہیں لہذا اس قانون کو ختم کیا جائے؟	6
30	قانونِ توہین رسالت C/295 کا نشانہ غیر مسلم خصوصاً مسیحی اقلیت کو بنا یا جاتا ہے لہذا اس قانون کو ختم کیا جائے؟	7
31	کیا پورپ یادوسرے ممالک میں بھی اس قسم کے قوانین ہیں؟	8
41	آئین پاکستان میں 295 کے تحت کون کون سی سزا میں مقرر کی گئی ہیں؟	9
43	اگر گستاخ رسول توبہ کر لے تو کیا پھر بھی اسے سزا موت دی جائے گی؟	10
45	جب گستاخ رسول کی توبہ قابل قبول نہیں تو پھر توبہ کرنے سے کیا فائدہ؟	11

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِهِ الْکَرِیمِ
اَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

سوال 1: قرآن مجید میں کہیں بھی گستاخ رسول کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ یہ انسانوں کا بنا یا ہوا خود ساختہ قانون ہے کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے؟

جواب: اگر کبھی ایمان کی پختگی کے ساتھ قرآن مجید بمعہ ترجمہ و تفسیر پڑھا ہو تو معلوم ہو کہ گستاخ رسول کی کیا سزا ہے۔ صرف اور صرف نام نہاد اسکالروں کی باتیں سن کر یہ کہہ دینا کہ قرآن مجید میں کہیں بھی گستاخ رسول کو قتل کرنے کا ذکر نہیں ملتا، بہت بڑی نادانی ہے۔

آئیے ہم آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیات اور شان نزول سے گستاخ رسول کا واجب القتل ہونا ثابت کرتے ہیں۔

وَيَوْمَ يَعْضُ الظَّالِمُ عَلٰی يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي أَتَخْذُ مَعَ الرَّسُولِ سَيِّلًا
يَوْلَتِي لَيْتَنِي لَمْ أَتَخْذُ فُلَانًا خَلِيلًا لَقَدْ أَضَلَنِي عَنِ الدِّرْكِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي ط
وَكَانَ الشَّیطَانُ لِلإِنْسَانِ خَذُولًا

(سورہ فرقان، پارہ 19، آیات 27 تا 29)

ترجمہ: اور جس دن (ہر) ظالم (حضرت سے) اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹے گا (اور) کہے گا کاش میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کر لیا ہوتا۔ ہائے افسوس کاش میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا۔ بے شک میرے پاس نصیحت آجائے کے بعد اس نے مجھے گمراہ کر دیا اور شیطان (پہلے ہی سے) انسان کو (مصیبت میں)

بے یار و مددگار چھوڑ دینے والا ہے۔

تفسیر ابن عباس، تفسیر جلالیں، تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کا شانِ نزول:

جب ابی بن خلف کے اکسانے پر عقبہ بن ابی معیط نے سید عالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی اور حضور ﷺ نے اس کو تنبیہ کی کہ اگر تو مکہ کے باہر مجھے ملا تو میں تجھے قتل کر دوں گا۔ حضور ﷺ نے بدر کی جنگ کے موقع پر اس کو گرفتاری کی حالت میں قتل کیا تھا۔

وَإِنْ نَكْثُوا أَيْمَانَهُمْ فَمِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَظَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوهُمْ إِنَّمَةَ الْكُفَّارِ
إِنَّهُمْ لَا يُمَانَ لَهُمْ لَعْلَهُمْ يَنْتَهُونَ ۝ (پارہ 10 سورہ توبہ، آیت 12)

ترجمہ: اور اگر یہ لوگ اپنے عہد کے بعد اپنی قسمیں توڑ دیں اور تمہارے دین میں طعنہ زدنی کریں تو کفر کے پیشواؤں کی قسمیں کچھ (معتبر) نہیں ان سے لڑوتا کہ وہ (شراحت سے) بازا آ جائیں۔

تفسیر: مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ تفسیر خزانۃ العرفان میں فرماتے ہیں اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو کافر ذمی دین اسلام پر ظاہر طعن کرے، اس کا عہد باقی نہیں رہتا، وہ ذمہ سے خارج ہو جاتا ہے، اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

جو کافر دین اسلام پر ظاہر طعن کرے، اس کو قتل کرنا جائز ہے تو جو بد نصیب اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کی شان میں گستاخی کرے، ایسے شخص کو قتل کرنا کیونکر جائز نہ ہوگا؟

گستاخ رسول مسلمان ہو کر کافر

ارشاد باری تعالیٰ:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَحُنُّ ضُونَلَعَبٌ طُقُلُّ أَيْاَللَّهُ وَآيَتِهِ وَرَسُولِهِ

كُنْتُمْ تَسْتَهِزُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُو۝ أَقْدُ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۝

(سورہ توبہ آیت 65-66)

ترجمہ: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کہ اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسنے ہے۔ بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے ہو مسلمان ہو کر۔

تفسیر: تفسیر درمنثور میں ہے کہ یہ آیت مبارکہ اُس وقت نازل ہوئی جب غزوہ تبوک کے موقع پر بعض منافقین نے ایسی باتیں کیں جو حضور اکرم ﷺ کو اذیت کا باعث بنی مثلاً حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی آدمی کی اونٹنی گم ہو گئی تو سرکار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں ہے۔ اس پر ایک منافق بولا محمد ﷺ غیب کیا جائیں۔ تب یہ آیات اس کی مذمت میں نازل ہوئی تھیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ کے علم غیب میں طعن کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کی توہین اور علامت کفر ہے۔

القرآن

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذْلِيلِ ۝

(پارہ 28، سورہ مجادلہ، آیت 20)

ترجمہ: بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

إِنَّمَا جَزِّ أَهْءَا الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقْتَلُوْا أَوْ يُصَلْبُوْا أَوْ تُقْطَعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ۝ ذَلِكَ

لَهُمْ خِزْنٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

(سورہ مائدہ، پارہ 6، آیت 33)

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد کرتے پھر تے ہیں ان کی سزا یہی ہے کہ وہ بچن بچن کر قتل کئے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مختلف طفوف سے کاٹے جائیں یا وہ (وطن کی) زمین سے نکال دیئے جائیں۔ یہ ان کی رسوائی دنیا میں ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

جب فسادی کی سزا قتل ہے تو پھر اس سے بڑھ کر فسادی کون ہو سکتا ہے جو حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے امت مسلمہ میں فساد برپا کرے، تو ہیں رسالت کا جرم سب سے بڑا جرم ہے الہذا توہین رسالت کا مرتكب واجب القتل ہے۔

سوال 2: آپ ﷺ رحمۃ للعالمین بن کراس کائنات میں تشریف لائے، آپ ﷺ نے تو اپنے دشمنوں کو بھی معاف کر دیا تھا الہذا گستاخ رسول کو بھی ہمیں معاف کر دینا چاہیے؟

جواب: بڑی سادگی سے محبت بھرے ہجے میں میدیا پر اور لبرل سوچ کے مالک یہ بات کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ رحمۃ للعالمین بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کوئی انتقام نہیں لیا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آپ ﷺ کی ذات اس کائنات میں رحمت بن کر تشریف لائی جنہوں نے فتح کر کے موقع پر اپنے سخت سے سخت مخالفین کے لئے بھی عام معافی کا اعلان کیا مگر توہین کے

مرتكب ہونے والے افراد کے بارے میں ارشاد فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے گستاخ کو قتل کرنے کا حکم دیا

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے سال جب سید عالم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے سر انور پر ”خود“ (آہنی ٹوپی) پہن رکھی تھی، جب آپ ﷺ نے اسے اتارا تو ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ! ابن خطل (گستاخ) کعبة اللہ کے پردوں سے چمٹا ہوا ہے تو آپ ﷺ نے حکم دیا اسے قتل کر دو۔

(مسلم، کتاب الحج، حدیث نمبر 3312، ص 572، مطبوعہ دارالاسلام، ریاض سعودی عرب)

کعب بن اشرف (گستاخ) کو قتل کرنے کا حکم

حدیث شریف: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ کعب بن اشرف (یہودی) کو کون قتل کرے گا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت (تکلیف) دی ہے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ! کیا آپ ﷺ پسند فرماتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں! وہ کعب بن اشرف کے پاس گیا اور کہا کہ اس نے یعنی حضور ﷺ نے ہم کو امر نہیں کا مکلف بنادیا ہے اور ہم سے صدقات طلب کرتے ہیں۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کعب نے مجھ سے کہا بخدا تم اس کے بعد اس سے بھی زیادہ تنگ پڑ جاؤ گے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس کی اتباع کی ہے اور اس کا فراق

پسند نہیں کرتے حتیٰ کہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ کدھر جاتا ہے۔ وہ بہت دیر تک اس کے ساتھ محو گفتگو رہے حتیٰ کہ اس پر قادر ہو گئے اور اس (گستاخ رسول) کو قتل کر دیا۔

(بخاری، جلد دوم، کتاب الجہاد، حدیث نمبر 281، ص 153، مطبوعہ شبیر برادر ز لاہور)

گستاخ رسول کو قبر نے باہر پھینک دیا

حدیث شریف: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی نجار سے ایک آدمی جو سورۃ بقرہ اور سورۃ ال عمران کو سیکھ رہا تھا اور کتاب و حجی بھی تھا (یہ منافق بارگاہ مصطفوی میں گستاخی کا مرکب ہوا) اور بھاگ کر اہل کتاب سے جاملا۔ انہوں نے تعجب کیا ابھی ان کے پاس اسے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ بلاک ہو گیا لوگوں نے اس کے لئے قبر کھود کر اس میں دفن کر دیا۔ صحیح ہوتی تو دیکھا کہ زمین نے اسے باہر پھینک دیا ہے۔ اسے پھر دفن کیا، اگلے دن زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا، اس سے اگلے دن پھر یہی ہوا۔ اس پر لوگوں نے اسے ایسے ہی بے گور و کفن چھوڑ دیا۔ (مسلم شریف عربی جلد دوم، ص 370، مطبوعہ کراچی)

گستاخ رسول کو صحابی رسول ﷺ نے قتل کر دیا

حدیث شریف: حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا صحابی کی ام ولد تھی جو نبی کریم ﷺ کو سب و شتم کیا کرتی اور بد گوئی کرتی تھی۔ اس کا آقمانع کرتا مگر باز نہ آتی، ڈانٹ ڈپٹ کرتا تب بھی نہ رکتی۔ ایک رات اس نے حضور اکرم ﷺ کی بد گوئی کی اور سب و شتم کرتی

رہی۔ پس صحابی رضی اللہ عنہ نے خبر لے کر اس کے پیٹ پر رکھا اور دباؤ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔ چنانچہ اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان سے بچہ بھی برآمد ہوا جس سے وہ خون میں لست پت ہو گئی۔ صبح کے وقت نبی کریم ﷺ سے اس بات کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ میں ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اور اپنے حق کی جو میرا اس پر ہے، کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ پس ناپینا صحابی کھڑے ہوئے۔ لوگوں کو پھاندتے اور لرزتے ہوئے بڑھے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے جا بیٹھے۔ عرض گزار ہوئے کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اس کا مالک تھا۔ وہ آپ ﷺ کی شان میں بکواس کرتی تھی، میں منع کرتا تو باز نہ آتی تھی۔ ڈانٹ ڈپٹ کرتا، تب بھی نہ رکتی۔ میرے اس سے دو بیٹے ہیں، موئی جیسے اور میری غنم خوار تھی۔ گز شترات جب وہ آپ ﷺ کو سب و شتم کرنے لگی اور ہجوم گوئی (گستاخی) کی تو میں نے خبر لے کر اس کے پیٹ پر رکھ دیا اور اس پر دباؤ ڈال کر اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لوگو! گواہ رہنا کہ اس کا خون رائیگاں گیا۔ (سنابوداود، کتاب الحدود، رقم الحدیث 4361، ص 613، مطبوعہ دارالسلام ریاض سعودی عرب)

عصماء بنت مروان (گستاخ رسول) کا قتل

عصماء بنت مروان بنت امیہ بن زید کے خاندان سے تھی۔ وہ یزید بن زید بن حصن الخطمی کی بیوی تھی۔ یہ رسول پاک ﷺ کو ایذا و تکلیف دیا کرتی۔ اسلام میں عیب نکالتی اور نبی ﷺ کے خلاف لوگوں کو اکساتی تھی۔ حضرت عمر بن عدی الخطمی رضی اللہ عنہ کو جب اس عورت کی ان باتوں اور اشتعال انگیزی کا علم ہوا تو کہنے لگا:

اے اللہ تعالیٰ! میں تیری بارگاہ میں نذر مانتا ہوں اگر تو نے رسول اللہ ﷺ کو

بخاری و عافیت مدینہ منورہ لوٹا دیا تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا۔ رسول پاک ﷺ اس وقت بدر میں تھے۔ جب آپ ﷺ غزوہ بدر سے واپس تشریف لائے تو حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ آدھی رات کے وقت اس عورت کے گھر میں داخل ہوئے تو اس کے ارد گرد اس کے بچے سوئے ہوئے تھے۔ ایک بچہ اس کے سینے پر تھا جسے وہ دودھ پلا رہی تھی۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے عورت کو طیولاً تو معلوم ہوا کہ یہ عورت اپنے اس بچے کو دودھ پلا رہی ہے۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے بچے کو اس سے الگ کر دیا پھر اپنی تلوار کو اس کے سینے پر رکھ کر اسے زور سے دبایا کہ وہ تلوار اس کی پشت سے پار ہو گئی۔ پھر نماز فجر رسول پاک ﷺ کے ساتھ ادا کی جب رسول پاک ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ کیا تم نے بنت مروان کو قتل کیا ہے؟ کہنے لگے جی ہاں، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔ اے اللہ کے رسول ﷺ! حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو اس بات سے ذرا سا ڈر لگا کہ کہیں میں نے رسول پاک ﷺ کی مرضی کے خلاف تو قتل نہیں کیا۔ کہنے لگے۔ اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ! کیا اس معاملے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز واجب ہے؟ فرمایا وہ بکریاں اس میں سینگوں سے نہ لکھ رائیں۔ پس یہ کلمہ رسول پاک ﷺ سے پہلی مرتبہ سنا گیا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے اردو گرد دیکھا پھر فرمایا اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا پسند کرتے ہو جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھو لو۔ (بحوالہ : الصارم المسلط ص 130)

ابوعفک یہودی (گستاخ رسول) کا قتل

بنی عمرو بن عوف کا ایک شیخ جسے ابو عفک کہتے تھے، وہ نہایت بوڑھا آدمی تھا، اس کی عمر ایک سو بیس سال تھی جس وقت رسول پاک ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ بوڑھا لوگوں کو آپ ﷺ کی عداوت پر بھڑکاتا تھا اور مسلمان نہیں ہوا تھا جس وقت رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف نکلے اور غزوہ بدر میں آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو اس شخص نے حسد کرنا شروع کر دیا اور بغاوت و سرکشی پر اتر آیا۔ رسول پاک ﷺ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخانہ اشعار کہے۔

ان گستاخانہ اشعار کو سن کر حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مان لی کہ میں ابو عفک کو قتل کروں گا یا اسے قتل کرتے ہوئے خود مرجاوں گا۔ سالم رضی اللہ عنہ موقع کی تلاش میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات ابو عفک قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سویا ہوا تھا۔ سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ اس کی طرف آئے اور اس کے جگہ پر تلوار رکھ دی جس سے وہ بستر پر چینخنے لگا۔ لوگ اس کی طرف آئے جو اس کے اس فعل میں ہم خیال تھے، وہ اس کے گھر لے گئے۔ جس کے بعد اسے قبر میں دفن کر دیا اور کہنے لگے اس کو کس نے قتل کیا تھا؟ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر ہم کو معلوم ہو جائے کہ اسے کس نے قتل کیا ہے تو ہم اس کو ضرور قتل کر دیں گے۔ (الصارم المسلط ص 138)

انس بن زنیم الدیلمی کی گستاخی

انس بن زنیم الدیلمی نے رسول پاک ﷺ کی شان میں بکواس کی۔ اس کو قبیلہ خزاعہ کے ایک بچے نے سن لیا۔ اس نے انس بن زنیم الدیلمی گستاخ پر حملہ کر کے زخمی

کردیا۔ انس نے اپنا زخم اپنی قوم کو آ کر دکھایا۔

واقدی نے لکھا ہے کہ عمرو بن سالم خزاعی قبیلہ خزاعہ کے چالیس سواروں کو لے کر رسول پاک ﷺ کے پاس مدد طلب کرنے کے لئے گیا۔ انہوں نے آ کر اس واقعہ کا تذکرہ کیا جو انہیں پیش آ یا تھا۔ جب قافلے والے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! انس بن زئیم الدیلمی نے آپ کی شان میں بکواس کی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دیا۔ (الصارم المسلط ص 139)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گستاخ کو قتل کر دیا

ایک عورت سرور کو نین ﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میری دشمن کی خبر کون لے گا؟ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اس (گستاخ) عورت کو قتل کر دیا۔ (الصارم المسلط ص 163)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے گستاخ کو قتل کر دیا

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی نے رسول پاک صاحب ولاد ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: میرے اس دشمن کی کون خبر لے گا؟ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے، عرض کرنے لگے: یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا سامان حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ (الصارم المسلط ص 177)

ابورافع یہودی (گستاخ رسول) کا قتل

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محتشم ﷺ نے ابورافع یہودی کے قتل کے لئے چند انصاری صحابہ کرام علیہم الرضوان کو بھیجا اور حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ ابورافع، سرور کائنات ﷺ کو تکلیف دیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے دشمنوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ وہ حجاز میں اپنے قلعے کے اندر رہتا تھا۔ جب یہ اس کے قلعے کے قریب پہنچت تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے جانور لے کر اپنے گھروں کو واپس آ چکے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ یہیں ٹھہرے رہو۔ میں اس قلعے پر جا رہوں اور اندر جانے کی کوئی تدبیر نکالتا ہوں۔ تاکہ اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں چنانچہ وہ آئے اور دروازے کے قریب پہنچ کر انہوں نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپا لیا جیسے کوئی قضاۓ حاجت کر رہا ہو۔ قلعے کے تمام آدمی اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے آواز دی۔ اے اللہ کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلدی آ جا۔ اب میں دروازہ بند کر دوں گا۔ حضرت عبد اللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ نے کہا۔ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی کارروائی دیکھنے لگا۔ جب تمام لوگ اندر آ گئے تو دربان نے دروازہ بند کر کے چاہیوں کا حلقة ایک کیل پر لٹکا دیا۔ جب سارے لوگ سو گئے تو میں اٹھا۔ اور چاہیوں کا حلقة اتار کر قلعے کا دروازہ کھول دیا۔

ابورافع اپنے خاص بالاخانے میں تھا۔ جب داستان گواں کے پاس سے اٹھ کر چلے

گئے۔ تو میں اس کے کمرے کی طرف چڑھنے لگا۔ میں جتنے دروازے اس تک پہنچنے کے لئے کھولتا، اندر سے بند کرتا چلا جاتا تھا کہ اگر اس قلعے کے لوگوں کو میرے بارے میں علم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں۔ جب تک میں اسے قتل نہ کروں۔ بالآخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ وہ اس وقت ایک تاریک کمرے میں اپنے بال بچوں کے درمیان سور ہاتھا۔ مجھے کوئی اندازہ نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے؟ میں نے آواز دی۔ اے ابو رافع! وہ بولا کون؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر ایک ضرب لگائی۔ اس وقت میرا دل تیزی کے ساتھ دھڑک رپا تھا۔ اسی وجہ سے میں اس کا کام پہلی ضرب میں تمام نہ کر سکا۔ وہ چلا یا۔ تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی رہا۔ پھر دوبارہ اندر گیا۔ اب میں نے آواز بدل کر پوچھا۔ ابو رافع یہ آواز کیسی تھی۔ وہ بولا تیری ماں بلاک ہو۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے وار کیا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عتیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے پھر آواز کی طرف بڑھ کر ایک اور ضرب لگائی۔ اب وہ کافی زخمی ہو چکا تھا۔ لیکن مرانہمیں تھا۔ اب میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ اب میں نے ایک ایک کر کے دروازے کھولنے شروع کئے۔ آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔ میں نے یہ سمجھا کہ زمین تک پہنچ چکا ہوں۔ اس لئے میں نے اپنا پاؤں زمین پر رکھ دیا تو میں نیچے گر پڑا۔ چاندنی رات تھی۔ اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اسے اپنے عمامے سے باندھ لیا اور آ کر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ پروگرام بنایا کہ جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں یا

نہیں۔ اس وقت تک یہاں سے نہیں جاؤں گا۔ جب مرغ نے آواز دی تو اس وقت قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ میں اہل حجاز کے تاجر ابو رافع کی موت کا اعلان کرتا ہوں۔

میں اپنے ساتھیوں کے پاس آ یا نہیں کہا جلدی کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے۔ چنانچہ میں نبی پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ میں نے اپنا پاؤں پھیلایا تو آپ ﷺ نے میرے پاؤں پر اپنا دست مبارک پھیرا جس سے پاؤں ایسے ہو گیا جیسے کبھی اس میں تکلیف ہوتی ہی تھی۔

(بخاری شریف، جلد دوم، کتاب المغازی، حدیث 1216، ص 575، مطبوعہ شبیر برادر زلاہور)

ابو جہل (گستاخ رسول) کا انعام

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں، میں صف کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ میں نے جب دائیں بائیں جانب دیکھا تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دونوں عمر والوں کے درمیان میں ہوتا۔ اتنے میں ایک نے میری طرف زبردست زیادہ عمر والوں کے درمیان میں ہوتا۔ اتنے میں ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا۔ اے چچا! کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا۔ ہاں بھتیجے۔ لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ لڑ کے نے جواب دیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ رسول پاک ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہیں ہوں گا، جب تک کہ ہم میں کوئی جس کی قسمت میں پہلے مرننا ہو گا، مرنا جائے۔ مجھے اس پر بڑی حیرت

ہوئی پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کہیں۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ مجھے ابو جہل دکھائی دیا جو لوگوں میں گھومتا پھر رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم لوگ مجھ سے پوچھ رہے ہیں، وہ سامنے پھرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔

دونوں (نوعمر لڑکوں حضرت معاذ و معاذ رضی اللہ عنہما) نے اپنی تلواریں سنجھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد رسول پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی۔ رسول پاک ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے مارا ہے؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ اس لئے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں۔ انہوں نے عرض کی۔ نہیں۔ پھر رسول پاک ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے مارا ہے اور اس کا سامان حضرت معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا اور وہ دونوں نوجوان معاذ بن عفراء اور معاذ رضی اللہ عنہما عفراء کے بیٹوں کو بتلایا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ لوگ بھی بعد میں شریک قتل ہو گئے ہوں۔

رسول پاک ﷺ ابو جہل کے قتل سے بڑے خوش ہوئے اور سجدہ شکر ادا کیا اور فرمایا یہ اس امت کا فرعون ہے۔ (بخاری شریف، کتاب فرض الحجہ)

ابولہب (گستاخ رسول) کا عبرتناک انجام
ابولہب کا اصلی نام عبد العزیز تھا۔ یہ حضرت عبد المطلب کی اولاد سے تھا۔ سرخ

رنگ ہونے کی وجہ سے اس کی کنیت ابو لہب تھی۔ یہ شخص رسول محتشم ﷺ کا بے حد دشمن، اسلام کا شدید ترین مخالف اور مسلمانوں کو سخت ایذا نہیں دینے والا تھا۔ مکہ میں ابو لہب اور رسول محتشم ﷺ کے گھر کی درمیانی دیوار ایک ہی تھی یعنی وہ آپ کا قریب ترین ہمسایہ تھا۔ اس کے علاوہ حکم بن عاص، عتبہ بن ابی معیط، عدی بن حمراء اور ابن الا صداء الہذلی بھی آپ ﷺ کے ہمسایہ تھے۔ یہ لوگ گھر میں بھی اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کو آرام نہیں کرنے دیتے تھے۔ آپ ﷺ بھی نماز پڑھ رہے ہوتے تو یہ اوپر سے بکری کی اوچھڑی پھینک دیتے۔ صحن میں کھانا پک رہا ہوتا تو اس پر غلاظت پھینک دیتے تھے۔ سرکار کریم ﷺ باہر نکل کر ان لوگوں سے فرماتے۔ اے بنی عبد مناف یہ کیسی ہمسائیگی ہے؟

(بحوالہ: بیہقی، ابن ابی حاتم، ابن جریر)

رسول اعظم ﷺ نے جب کوہ صفا پر توحید کا اعلان فرمایا تو سب سے پہلے ابو لہب نے کہا: تم پر بلا کست ہو، کیا اس لئے تو نے ہمیں جمع کیا تھا؟

(بخاری، کتاب التفسیر)

ابو لہب کی اس گستاخی کے جواب میں پروردگار عالم نے قرآن مجید میں مکمل ایک سورت ”سورۃ لہب“ نازل فرمائی۔ سورۃ لہب کے نزول پر ابھی آٹھ سال ہی گزرے تھے کہ جنگ بدر میں بڑے بڑے سردار ان قریش مارے گئے جو دشمنی رسول میں ابو لہب کے ساتھی، معاون اور مددگار تھے۔ مکہ میں جب بدر کی شکست کی اطلاع پہنچی تو سب سے زیادہ دکھ اور رنج ابو لہب کو ہوا۔ یہ اسی صدمے اور رنج میں بیمار پڑ گیا۔ ساتویں روز بیماری چیچک کی شکل اختیار کر گئی جس وجہ سے اس کے گھروالوں نے

اسے چھوڑ دیا۔ اس کے بیٹوں نے اس کے ساتھ کھانا پینا بھی ترک کر دیا۔ بالآخر نہایت بے گسی کی موت مرا۔ مرنے کے بعد اس کے بیٹے بھی اس کے قریب نہ گئے۔ تین دن تک اس کی لاش کے قریب کوئی نہ گیا۔ اس سے بُو پھیلنے لگی تب لوگوں نے اس کے بیٹوں کو طعنے دینے شروع کئے تو انہوں نے ایک جبشی کو کچھ مزدوری دی جس نے ایک گڑھا کھودا اور لکڑیوں سے اس کی لاش کو دھکلیل کر اس میں پھینک دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔

ابولہب کے (گستاخ) بیٹے کا انجام

اعلانِ نبوت سے پہلے سید عالم نور مجسم ﷺ کی دو بیٹیاں جو کہ ابولہب کے دو بیٹے عتبہ اور عتیبہ کے نکاح میں تھیں جس وقت سید عالم ﷺ نے توحید کی دعوت شروع کی تو ابولہب نے کہا۔ میرا تم دونوں بیٹوں سے ملنا حرام ہے۔ جب تک تم محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دے دو۔ چنانچہ دونوں نے طلاق دے دی اور عتیبہ تو جہالت میں اس قدر آگے بڑھ گیا کہ ایک دن رسول پاک ﷺ کے سامنے آ کر اس نے کہا میں ”النجم اذا هوى اور الذى دنا فتدلى“ کا انکار کرتا ہوں (قرآن مجید کی آیت میں النجم کی جگہ والنجم اور ”الذى دنا“ کی جگہ ”ثم دنا“ ہے) اور یہ کہہ کر اس نے رسول پاک ﷺ کی طرف تھوکا جو آپ ﷺ پر نہیں پڑا۔ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: خدا یا اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط فرم۔

اس کے بعد عتیبہ ابولہب کے ساتھ ملک شام روانہ ہو گیا۔ دوران سفر ایک ایسی جگہ پڑا اور کیا جہاں مقامی لوگوں نے بتایا کہ رات کو درندے آتے ہیں۔ یہ سن کر ابولہب

نے اپنے ساتھی اہل قریش سے کہا کہ میرے بیٹے کی حفاظت کا کچھ انتظام کرو کیونکہ مجھے محمد ﷺ کی (عنتیبہ کے خلاف) دعا کا خوف ہے۔ اس پر قافلے نے عنتیبہ کے گرد ہر طرف اپنے اونٹ بٹھا دیئے اور سو گئے۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ رات کے وقت ایک شیر آیا اور اونٹوں کے حلقے میں سے گزر کر اس نے عنتیبہ کو پھاڑ کھایا۔
(بحوالہ: دلائل النبوت لابی نعیم الاصفہانی)

☆ سرورِ کونین ﷺ کا گستاخ چاہے کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، وہ واجب القتل ہے اور اگر کوئی مسلمان شانِ رسالت میں گستاخی کرے تو وہ ہرگز مسلمان نہیں رہتا۔ وہ اپنی کلمہ گوئی کی اہانت رسول کے باعث خود ہی نفی کر دیتا ہے، وہ اسلام کے دائرے سے باہر اور ایمان کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے، خواہ دیکھنے والوں کو بظاہر حافظ وقاری و حاجی، مقرر، قاضی، عالم، و فاضل اور مفتی و شیخ القرآن ہی کیوں نہ نظر آئے۔ اس کے تمام اعمال برباد ہیں۔ حکومت ایسے گندے وجود سے زمین کو پاک کر دے جیسا کہ احادیث میں خود حضور اکرم ﷺ نے اپنی گستاخی کرنے والوں کے خون کو رائیگاں قرار دیا اور ان کے قتل کا کوئی بدلہ نہیں دلوایا گیا لہذا ثابت ہوا کہ گستاخ رسول واجب القتل ہے۔

سوال 3: کیا خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک بھی گستاخ رسول واجب القتل ہے؟

جواب: جی ہاں! تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کے نزدیک گستاخ رسول واجب القتل ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

گستاخ رسول صحابہ کرام کی نظر میں

توہین رسالت اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

☆ حضرت ابو بزرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تھا۔ آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے تو وہ بھی جواباً بدکلامی کرنے لگا۔ میں نے عرض کی: اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ! مجھے اجازت دیں، میں اس کی گردن اڑادوں گا۔ میرے ان الفاظ کو سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ ختم ہو گیا۔ آپ وہاں سے کھڑے ہوئے اور گھر چلے گئے۔ گھر جا کر مجھے بلوایا اور فرمانے لگے۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے مجھے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا: کہا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے اجازت دیں میں اس گستاخ کی گردن اڑادوں گا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: اگر میں تم کو حکم دے دیتا تو تم یہ کام کرتے؟ میں نے عرض کی: اگر آپ رضی اللہ عنہ حکم فرماتے تو میں ضرور اس کی گردن اڑادیتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول پاک ﷺ کے بعد یہ کسی کے لئے نہیں کہ اس سے بدکلامی کرنے والے کی گردن اڑادی جائے یعنی رسول پاک ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والے کی ہی گردن اڑائی جائے گی۔

(ابوداؤ حدیث، جلد سوم، کتاب الحدود، حدیث 958، ص 338، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو والی یمن حضرت مہاجر بن امیہ کے متعلق خبر ملی کہ وہاں (یمن میں) ایک عورت تھی جو حضور اکرم ﷺ کی توہین میں اشعار گاتی تھی تو حضرت مہاجر رضی اللہ عنہ نے اس کے ہاتھ کاٹ دیئے اور اس کے اگلے دانت

نکال دیئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم نے اسے یہ سزا نہ دی ہوتی تو تمہیں حکم دیتا کہ اس عورت کو قتل کر دو کیونکہ انبیاء کرام کی گستاخی کی حد دوسرے لوگوں کی (گستاخی کی) حدود کے مشابہ نہیں ہوتی۔

(کتاب الشفاء ص 222، الصارم علی المسلط ص 194)

توہین رسالت اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

حضرت مجاهد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسے آدمی کو لایا گیا جس نے سرور کو نین صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ یا کسی نبی کو گالی دے تو اسے قتل کر دو۔ (جواہر الحجرا جلد سوم ص 240، الصارم علی المسلط ص 195)

توہین رسالت اور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ

امام عبد الرزاق ابن ثمی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرے اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(مصنف عبد الرزاق جلد پنجم ص 306-307)

☆ ایک یہودیہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خون کو رائیگاں قرار دے دیا۔

(ابوداؤد، جلد سوم، کتاب الحدود، حدیث 957، ص 338، مطبوعہ فرید بک اسٹال لاہور)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کر دو اور جو میرے صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے مارو۔

{21}

(کتاب الشفاء جلد دوم، ص 122، تاوی خیریہ جلد اول، ص 3)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور توہین رسالت ﷺ

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک (عیسائی) راہب گزر جس کے بارے میں لوگوں نے کہا کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کرتا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں اس سے گستاخانہ کلمات سن لیتا تو اس کی گردن اڑادیتا۔

(جوہر الحمار جلد سوم صفحہ نمبر 241، تفسیر مظہری جلد چہارم، ص 191، احکام القرآن جلد سوم ص 85)

ادنی سے بھی ادنی ہو مسلمان تو اس سے
برداشت نہ ہو پائے گی توہین رسالت
ناموس رسالت پر نہ ہو جو مر نے کی خواہش
بیکار ہے بیکار ہے ہر ایک عبادت

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ اور توہین رسالت

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے یہود سے فرمایا کہ اگر تم نے دوبارہ بارگاہ رسالت ﷺ میں ”رعنا“ کا لفظ بولا تو میں تمہیں قتل کر دوں گا۔

(تفسیر صاوی جلد اول ص 47، تفسیر خازن جلد اول ص 72)

کیونکہ اس لفظ میں توہین رسالت ﷺ کا شبہ پایا جاتا ہے۔

آؤ کہ کریں آج سے ہم سب یہ تہییہ
گستاخ نبی ﷺ کیفر کردار کو پہنچ
الجھے گا جو عشاق سے مت جائے گا آخر
آواز مری دشمن سرکار ﷺ کو پہنچے

{22}

سوال 4: کیا علمائے امت کے نزدیک بھی گستاخ رسول واجب القتل ہے؟

جواب: علمائے امت نے اپنے فتاویٰ میں گستاخ رسول کی سزا قتل تجویز فرمائی ہے۔

1: فتاویٰ قاضی خان میں امام قاضی خان فرماتے ہیں:

کسی شے میں حضور اکرم ﷺ پر عیب لگانے والا کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح بعض علماء نے فرمایا اگر کوئی شخص آپ ﷺ کے بال مبارک کو شعر کی بجائے شعیر (بصیغہ تصغیر) کہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور ابو حفص الکبیر سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کے کسی بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خان جلد چہارم ص 883)

2: علامہ امام شہاب الدین خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روایت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو بھی حضور اکرم ﷺ کو گالی دے اس کے قتل کرنے پر تمام صحابہ کرام کا اجماع ہے۔ (شرح شفاء شریف جلد چہارم ص 485)

3: امام محمد ابن سخنون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

اس پر تمام علماء کا اجماع ہے کہ حضور اکرم ﷺ کو گالی دینے والا کافر ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید ہے۔ پوری امت کے نزدیک اس کا حکم قتل ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔ (نسیم الریاض جلد چہارم ص 338)

4: امام ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

{23}

جو شخص حضور اکرم ﷺ سے اپنے دل میں بعض رکھے وہ مرتد ہے اور آپ ﷺ کو گالی دینے والا بدرجہ اولیٰ مرتد ہو گا پھر ہمارے نزدیک اسے بطور حد (سزا) قتل کیا جائے۔ (فتح القدیر جلد سوم ص 407)

5: شمان بن کنانہ سے مبسوط مروی ہے
مسلمانوں میں سے جو بھی حضور اکرم ﷺ کو گالی دے (نازیبا الفاظ استعمال کرے) اسے قتل کیا جائے گا یا زندہ سولی پر لٹکایا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی۔
(کتاب الشفاء جلد سوم ص 216)

6: امام ابو بکر احمد بن علی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
اس مسئلہ میں کسی مسلمان کا اختلاف نہیں کہ جس شخص نے بھی حضور اکرم ﷺ کی توہین کی اور آپ ﷺ کو اذیت پہنچانے کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہو، وہ مرتد ہے اور مستحق قتل ہے۔ (احکام القرآن جلد 3 ص 106)

7: علامہ امام ابن عابدین شامي علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
محیط میں ہے کہ بعض مشائخ کے نزدیک اگر کسی نے حضور ﷺ کے شعر (بال) مبارک کو توہین کی نیت سے شعیر کہا تو وہ کافر ہو جائے گا اور بعض مشائخ کے نزدیک اگرچہ توہین کی نیت نہ بھی ہو تو تب بھی قائل کافر ہو جائے گا۔
(رسائل ابن عابدین شامي ص 326، مطبوعہ لاہور)

8: امام قرطبی علیہ الرحمہ تفسیر قرطبی میں لکھتے ہیں
اکثر علماء نے فرمایا کہ ذمی جب حضور اکرم ﷺ کو گالی دے یا کسی بھی طریقے سے آپ ﷺ کی قدر و منزلت کم کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

{24}

(تفسیر قرطبی جلد 8 ص 83)

9: امام احمد ابن حنبل علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
 جو شخص بھی حضور اکرم ﷺ کو گالی دے یا آپ کی شان میں گستاخی کرے، وہ مسلمان
 ہو یا کافر، اسے قتل کیا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ اس سے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر قتل
 کر دیا جائے گا۔ (الصارم المصلوں ص 296)

10: امام قاضی عیاض علیہ الرحمہ کتاب الشفاء جلد دوم صفحہ نمبر 29 پر امام ابن عتاب
 مالکی علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں
 آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث اس بات کو واجب کرتے ہیں کہ جو بھی حضور
 اکرم ﷺ کی ایذا کا ارادہ کرے یا آپ ﷺ کی تنقیص کرے اشارتاً یا صراحتاً اگرچہ
 وہ تو ہیں معمولی سی ہی کیوں نہ ہو تو اس کو قتل کرنا واجب ہے۔

11: تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں
 کوئی بھی شخص جو رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ عالیہ میں طعن کرے یا آپ ﷺ کے
 دین یا آپ ﷺ کے نسب یا مدن جملہ صفات میں سے کسی صفت میں یا آپ ﷺ کے
 کی طرف کوئی بھی برائی منسوب کرنے کی وجہ سے آپ ﷺ کو ایذا پہنچاتا ہے۔
 یہ برائی خواہ صراحتاً ہو کنایتا ہو یا اشارتاً، وہ کافر ہو جائے گا اگر (مسلمان نے ایسا کیا تو مرتد
 کہلاتے گا) یہ کافرو مرتد پر اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے
 اس کے لئے جہنم کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

ذمی گستاخ کی سزا کے متعلق فقہاء احناف کے فتاویٰ

وَالْحَقُّ أَنَّهُ يُقْتَلُ عِنْدَنَا إِذَا أَعْلَمَ بِشَتِّيهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ صَرَحَ بِهِ فِي سِيرِ الدُّخِيرَةِ۔ (رد المحتار، علامہ ابن عابدین شاہی)

ترجمہ: حق تو یہ ہے کہ ہم احناف کے نزدیک گستاخ ذمی کو قتل کیا جائے گا جبکہ وہ اعلانیہ گستاخی کرے، اس قول کی صراحت موجود ہے۔

وَلِهَذَا أَفْتَى أَكْثُرُهُمْ بِقَتْلٍ مَنْ أَكْثَرَ مِنْ سَبْطِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَهْلِ النِّيمَةِ وَإِنْ أُسْلَمَ بَعْدَ أَخْلِيَةِ، وَقَالُوا يُقْتَلُ سِيَاسَةً، وَهَذَا مُتَوَجِّهٌ عَلَى أُصُولِهِمْ إِهْ فَقَدْ أَفَادَ أَنَّهُ يَجُوزُ عِنْدَنَا قَتْلُهُ إِذَا تَكَرَّرَ مِنْهُ ذَلِكَ وَأَظْهَرَهُ۔

(رد المحتار، علامہ ابن عابدین شاہی)

ترجمہ: لہذا فقہاء احناف کی اکثریت اہل ذمی کے مسئلہ میں گستاخ نبی کے قتل کی طرف گئے ہیں اگر وہ اسلام لے بھی آئیں تب بھی گرفتاری کے بعد سیاسی بنیاد پر قتل کیا جائے گا۔ اس حوالہ سے ہم احناف کے نزدیک بتکرار اس کی گستاخی کے اظہار کے لئے کافی ہے۔

وَمَنْ امْتَنَعَ مِنْ أَدَاءِ الْجُزِيَّةِ أَوْ قَتْلِ مُسْلِمًا أَوْ زَنِي بِمُسْلِمَةٍ أَوْ سَبْطِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنْقَضْ عَهْدُهُ وَلَوْ امْتَنَعَ عَنْ قَبُولِهَا نُقْضَ عَهْدُهُ وَلَا يُنْقَضُ الْعَهْدُ إِلَّا أَنْ يَلْحَقَ بِهِ الرُّبُوبُ أَوْ يَغْلِبُوا عَلَى مَوْضِعِ قَرْيَةٍ أَوْ جِصْنٍ فَيُخَارِبُونَنَا وَإِذَا انْتَقَضَ عَهْدُهُ فَحُكْمُ الْمُرْتَلِ مَعْنَاهُ فِي حُكْمِهِ بِاللَّحَاقِ بِمَوْتِهِ۔ (فتاویٰ عالمگیری)

ترجمہ: اگر ذمی نے بارگاہ رسالت میں گستاخی کی اور وہ اس کے قبول کرنے سے منع

کرے، عہد ٹوٹنے کے بعد اس کا حکم مرتدا کا سا ہے اور اس کا مطلب ہے موت۔

لِبَيَانٍ قَتْلِ الْمَرْأَةِ إِذَا أَعْلَمْتُ بِشَتْمِ الرَّسُولِ بِمَا رُوِيَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَدِيٍّ لَهَا سَمِعَ عَصْمَاءَ بِنْتَ مَرْوَانَ تُؤْذِي الرَّسُولَ فَقَتَلَهَا لَيْلًا مَدَحَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى ذَلِكَ اُنْتَهَى (درالمختار، علامہ ابن عابدین شاہی، صفحہ 335)

ترجمہ: گستاخ ذمی عورت کا اعلانیہ گستاخی کے بیان کو نقل کیا عصماء بنت مروان نے اعلانیہ گستاخی کی توحضرت عمر بن عدی نے سنا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتی ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے رات میں قتل کر دیا۔ حضور ﷺ نے یہ سنا تو آپ ﷺ نے حضرت عمر بن عدی رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی۔

وَيَوْدَبُ الظَّقْئِيْ وَيُعَاقِبُ عَلَى سَبِيْهِ دِيْنِ الْإِسْلَامِ أَوْ الْقُرْآنَ أَوْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاوِيِّ وَغَيْرُهُ قَالَ الْعَيْنِيْ : وَاحْتِيَارِيْ فِي السَّبِّ أَنْ يُقْتَلَ اه وَتَبِعَهُ ابْنُ الْهَمَامِ قُلْتُ : وَبِهِ أَفْتَى شَيْخُنَا الْخَيْرُ الرَّمْلِيُّ وَهُوَ قَوْلُ الشَّافِعِيِّ

ترجمہ: ذمی کو دین اسلام یا قرآن یا نبی کریم ﷺ کی شان میں نازیبا کلمات کہنے کی وجہ سے تادیبا سزا دی جائے گی اور اس کی پکڑ ہوگی، حاوی وغیرہ میں اسی طرح ہے۔ علامہ عینی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ذمی کے گالی دینے کی صورت میں میری رائے یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے، ابن الہمام کی رائے بھی اسی طرح ہے۔ میں (علامہ حسکفی) کہتا ہوں کہ یہی فتوی ہمارے شیخ خیر الرملی نے دیا ہے اور یہی امام شافعی علیہ الرحمہ کی رائے ہے۔

(درالمختار، علامہ علاء الدین حسکفی حنفی، جلد 6، صفحہ 332 تا 333)

أَعْمَلْ إِذَا لَمْ يُعْلَمْ ، فَلَوْ أَعْلَمْ بِشَتِّيْهِ أَوْ اعْتَادَهُ قُتْلَ ، وَلَوْ أَمْرَأَةً وَبِهِ يُفْتَنَى
الْيَوْمُ۔ (رد المحتار، علامہ ابن عابدین شاہی، جلد 6، صفحہ 331)

ترجمہ: ذمی کے قتل میں اختلاف کا مسئلہ اس وقت تک ہے جب اس کا یہ جرم پوشیدہ ہو لیکن جب وہ اعلانیہ بے غیرتی پڑا تر آئے تو اسے قتل کر دیا جائے گا چاہے وہ عورت ہی کیوں نہ ہو۔ آج کے دور میں فتویٰ اسی پر ہے۔

سوال 5: قانون توہین رسالت ایک فوجی آمر (جزل ضیاء الحق) کا خود ساختہ قانون ہے، لہذا اس کو ختم کیا جائے؟

جواب : آج کل ہر سیکولر طبقہ توہین رسالت پر تنقید کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ یہ قانون ایک فوجی آمر کے دور میں بناتھا لہذا اس کو ختم کیا جائے۔

قانون توہین رسالت ضیاء الحق کا نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا قانون ہے۔ یہ اسلامی قانون ہے کہ گستاخ رسول کو سزا نے موت دی جائے یعنی اس کو حاکم اسلام قتل کر دے۔ یہ قانون کو پاکستان بننے کے ساتھ ہی نافذ ہو جانا چاہیے تھا مگر ہماری بدقتی ہے کہ ہمیں جناح کے بعد صرف اور صرف سیکولر اور لبرل حکمران نصیب ہوئے جنہوں نے مغرب کو خوش کرنے اور ڈالروں کو حاصل کرنے کے لئے اس قانون کو پس پشت ڈالا۔

پاکستان بننے کے بعد 1980ء میں ایک ترمیمی آرڈیننس کے ذریعہ دفعہ 298/A کا اضافہ کیا گیا جس میں اعہات المؤمنین اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی شان میں گستاخی کو قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا لیکن سید عالم علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی کوئی سزا مقرر نہیں کی گئی۔

1985ء کی قومی اسمبلی میں ادارے کے سرپرست اعلیٰ امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری صاحب، شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفی الازہری، حاجی حنیف طیب اور محترمہ قمر النساء قرو دیگر حضرات کی کوششوں سے C/295 کا اضافہ کیا گیا جس میں شان اقدس میں بالواسطہ یا بلا واسطہ اشارتاً یا کناً یا توہین یا تنقیص یا بے حرمتی کرنے کی سزا "سزا نے موت یا سزا نے عمر قید" مقرر کی گئی جسے قومی اسمبلی اور سینیٹ دونوں ایوانوں نے مکمل اتفاق رائے سے منظور کیا۔ اس وقت علمائے اہلسنت کے علاوہ دیوبند، الہدیث، شیعہ نمائندوں نیز پارسیوں کے نمائندے ایک پی بھنڈرا، ہندو نمائندے سید چمن داس، عیسائی نمائندے موجود تھے لیکن کسی نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جبکہ اکتوبر 1990ء فیڈرل شریعت کورٹ کے ایک فیصلے کی روشنی میں سزا نے عمر قید کو ختم کر کے "سزا نے موت" کو برقرار رکھا گیا کہ اس جرم کی سزا سزا نے موت سے کم نہیں۔

اس موقع پر ہم محسن اہلسنت، پیر طریقت ولی نعمت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری الجیلانی علیہ الرحمہ کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں جنہوں نے اپنی حیاتِ پاک میں دینِ اسلام کے لئے بڑی بڑی خدمات پیش کیں ہیں جس میں سے ایک سنہری حروف سے لکھنے کے لائق عظیم خدمت جب آپ 1986ء میں قومی اسمبلی کے رکن تھے تب آپ نے قانون تحفظ ناموس رسالت C/295 کو قومی اسمبلی سے منظور کروانے میں سب سے اہم کردار ادا کیا تھا۔

آپ نے قومی اسمبلی میں قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت کیا کہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے جبکہ اس سے قبل پاکستان کے قانون میں گستاخ رسول کی سزا

فقط عمر قید تھی۔ شاہ صاحب کے اس عظیم کارنامہ کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔
شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے اس جرأت مندانہ اقدام کی وجہ سے بڑے بڑے علماء کہہ
اٹھے کہ اسمبلی اور اقتدار کے ایوانوں میں بھی شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی راست بازی
اور حق گولی کا ہمیشہ چرچار ہا۔

2 جون 1992ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی سے یہ قرارداد منظور ہوئی کہ توہین رسالت کی سزا موت ہونی چاہیے۔ اس سے قبل وفاقی شرعی عدالت حکومت کو حکم دے چکی تھی کہ توہین رسالت کی سزا عمر قید کی بجائے موت مقرر کی جائے۔ قومی اسمبلی میں اس معاملے پر بڑی بحث ہوئی جس کے بعد C/295 کی منظوری ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ توہین رسالت کے قانون کی تشكیل کے لئے آئینی تحریک قیام پاکستان سے کئی سال قبل مولانا محمد علی جوہر نے شروع کی تھی جب لاہور ہائی کورٹ کے نجح کنور دلیپ سنگھ نے ایک قابل مذمت کتاب ”رنگیلار رسول“ کے ناشر راج پال کو محض یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ اس کی کتاب مرد جہ قانون کی کسی دفعہ کی خلاف ورزی کے زمرے میں نہیں آتی۔ مولانا محمد علی جوہر نے یہ موقوف اختیار کیا تھا کہ قصور نجح کا نہیں، قانون کا ہے اور یوں توہین رسالت کے لئے قانون سازی کا مطالبہ 1927ء میں شروع ہوا۔ دو سال کے بعد 1929ء میں ایک مسلمان نوجوان غازی علم الدین نے راج پال کو لاہور میں قتل کر دیا۔ غازی علم الدین کو سزا نے موت دی گئی تو علامہ اقبال نے رہائی کے لئے قائد اعظم محمد علی جناح کو وکالت پر آمادہ کیا۔ غازی علم الدین کی پھانسی کے بعد علامہ اقبال نے ان کے جنازے میں شہید کو خراج تحسین پیش کیا۔

{30}

سوال 6: قانون توہین رسالت پر عملدرآمد میں گٹ بڑھتے ہے۔ اس کی آڑ میں جھوٹے مقدمات بناتے جاتے ہیں لہذا اس قانون کو ختم کیا جائے؟

جواب: یہاں پر درجنوں قوانین کا حوالہ دیا جاسکتا ہے جن کا غلط استعمال ہوتا ہے، پوپس کا سارا نظام ہی غلط ہے، جگہ جگہ لوگوں پر غلط مقدمات بناتے جاتے ہیں اور وہ سالہ سال تک جیلوں میں سڑتے رہتے ہیں۔ کیا اس قانون کو ختم کر دینا چاہیے۔ زنا کا قانون یہ ہے کہ عورت شکایت کرے تو زنا ہے۔ کیا اس قانون کا عورتیں غلط استعمال نہیں کر رہی ہیں؟ بے شمار ایسے قوانین ہیں جن کا صحیح اور غلط استعمال کیا جا رہا ہے۔ کون سا ایسا قانون ہے جس کا غلط استعمال نہیں ہو رہا؟ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ملک سے سرے سے قانون ہی ختم کر دیا جائے۔

سوال 7: قانون توہین رسالت C/295 کا نشانہ غیر مسلم خصوصاً مسیحی اقلیت کو بنایا جاتا ہے لہذا اس قانون کو ختم کیا جائے؟

جواب: قانون توہین رسالت انصاف پر مبنی اسلامی قوانین کے مجموعے کا نام ہے۔ اس قانون کے تحت مجرم یا ملزم کو اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا پورا اختیار ہے، اس قانون میں کسی پر جھوٹا الزام لگانے والے کے لئے بھی سزا موجود ہے۔ مسیحی قائدین کا یہ کہنا کہ قانون توہین رسالت صرف غیر مسلموں یا صرف مسیحی اقلیت کے لئے ہے، دو وجہ سے غلط ہے۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ امام محمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام یا سردار انبیاء سرور کو نین ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا مسلمان ہو یا کافر، قتل کیا جائے گا۔ اس لئے اس قانون میں صرف غیر مسلموں یا صرف مسیحی اقلیت کی تخصیص

نہیں، کافر ہو یا مسلمان، گستاخ رسول واجب القتل ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ پچھلے بیس برسوں کے دوران توہین رسالت اور توہین قرآن کے الزام میں سات سو سے زائد مقدمات درج ہو چکے ہیں، جن میں سے نصف سے زیادہ مقدمات مسلمانوں نے مسلمانوں کے خلاف درج کرائے ہندا یہ دعویٰ غلط ہے کہ C/295 کا نشانہ صرف غیر مسلم بنے ہیں۔

سوال 8: یا یورپ یا دوسرے ممالک میں بھی اس قسم کے قوانین ہیں؟

جواب: یورپی ممالک اور اس کے اتحادی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ پاکستان میں قانون توہین رسالت کا خاتمہ ہو جائے تاکہ وہ پاکستان میں بھی نعوذ بالله من ذلک سید عالم ﷺ کی ناموس پر ضرب لگالیں۔ اگر وہ اس قانون کو ختم کرانا چاہتے ہیں تو یہ ان کی منافقت ہے۔

امریکہ اور یورپ میں توہین مسیح کا قانون ہے، امریکہ کی بعض ریاستوں میں توہین مسیح کی سزا موت ہے۔ وہاں پر اس قانون اور اس کی سزا کے خلاف کوئی آواز بلند نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ بھی مجرم ٹھہرتا ہے۔ ہمارے یہاں قانون کی بڑی آزادی ہے۔ برطانیہ میں بھی توہین مسیح پر قانون ہے اور اس کی سزا عمر قید ہے کیونکہ برطانیہ میں سزا نے موت ختم ہو چکی ہے۔ سب سے بڑی سزا عمر قید ہے۔ توہین مسیح تو بہت بڑا جرم ہے۔ وہاں پر ان معاملات میں یہ لوگ اس قدر حساس ہیں کہ مدرسیا پر ایک فلم بنی جس میں وہ وجد میں آ کر حضرت مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) کی شبیہ کے بو سے لیتی ہے تو اس فلم کی نمائش پر فوراً ہی پابندی لگادی گئی۔ فلم کا معاملہ ہاؤس آف لارڈ میں گیا وہاں اس کی توثیق ہوئی اور وہاں یہ بھی کہا گیا کہ اگر آپ مدرسیا

کے حوالے سے بات کر رہے ہیں تو آپ توہین مسیح کے قانون کو وسیع کریں اور اسے تمام انبیاء کرام کے لئے رکھیں۔ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے نہیں تو جواب یہ آیا کہ ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ اگر اسلام پر جارحانہ حملہ ہوتا ہے تو ہمارے نزدیک وہ حملہ جائز ہے کیونکہ اسلام ہمارا مذہب نہیں ہے۔

آپ دیکھئے کہ برطانیہ خود کو ایک سیکولر ملک نہیں کہتا بلکہ وہ اپنی شناخت ایک مسیحی ملک کے طور پر رکھتا ہے اس کے پرچم پر صلیب آؤیزاں ہے۔ فلم بنانے والے یورپی یونین میں گئے وہاں انہیں اجازت نہیں ملی۔ یورپ کی انسانی حقوق کی عدالتوں نے اس احتجاج کو خارج کر دیا اور فلم پر پابندی برقرار رکھی کہ وہ ان معاملات میں دخل نہیں دیں گے کیونکہ یہ برطانیہ کا قانون ہے اور وہ کسی ملک کو اپنا قانون تبدیل کرنے کے لئے نہیں کہہ سکتے لیکن وہ ہمیں کہتے رہتے ہیں۔ یہ تو ان کا اپنا اصل ہے کہ وہ کتنے مذہبی ہیں اور اپنے معاملات میں کس قدر سخت گیر ہیں لیکن مسلمانوں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اپنے نبی ﷺ کی حرمت و ناموس کی حفاظت کا حق نہیں دینا چاہتے۔

یورپ اور قانون توہین انبیاء

پاپائے روم یا چرچ کے اقتدار میں آنے سے قبل یورپ میں رومن لاء (Roman Law) کی عملداری تھی۔ چونکہ انجیل میں کوئی قانون احکام موجود نہ تھے لیکن جب کلیسا نے اسٹیٹ (State) پر غلبہ و اقتدار حاصل کر لیا تو پوپ کے منہ سے نکلے ہوئے ہر حکم کو قانون کی بالادستی حاصل ہو گئی۔ تورات کے برعکس انجیل صرف

پندو نصائح کا مجموعہ تھا۔ اس لئے یورپ اور ایشیا میں جہاں جہاں عیسائی حکومتیں قائم ہوتیں، وہاں کاروبار حکومت چلانے کے لئے اہل کلیسا کورومی قانون اور یہودیوں کے تالמודی قانون ہی پر انحصار کرنا پڑتا۔

موسوی قانون کے تحت قبل مسیح علیہ السلام کے انبیاء کی اہانت اور تورات کی بے حرمتی کی سزا سنگار مقرر تھی۔ رومن امپائر کے شہنشاہ جستینین (Justinian) کا دور حکومت طلوع اسلام سے چند سال قبل 528 تا 565 صدی عیسوی پر محيط ہے۔

رومی لاء کی تدوین کا سہرا بھی اسی کے سر ہے اور اس کو عدل و انصاف کا مظہر بھی سمجھا جاتا ہے۔ اس نے جب دین مسیحی قبول کر لیا تو قانون موسوی کو منسوخ کر کے انبیاء نے بنی اسرائیل علیہم السلام کی بجائے صرف حضرت مسیح علیہ السلام کی توہین اور انجیل کی تعلیمات سے انحراف کی سزا سزا نے موت مقرر کی گئی۔ اس کے دور سے قانون توہین مسیح سارے یورپ کی سلطنتوں کا قانون بن گیا۔ روس اور اسکاٹ لینڈ میں اٹھارویں صدی تک اس جرم کی سزا سزا نے موت ہی دی جاتی رہی ہے۔

روس میں بالشویک انقلاب کے بعد جب کمیونسٹ حکومت بر سر اقتدار آئی تو سب سے پہلے اس نے دین و مذہب کو سیاست اور ریاست سے کلیتاً خارج کر دیا۔ اس کے بعد یہاں سزا نے موت برقرار رہی لیکن اہانت مسیح کے جرم کی پاداش میں نہیں بلکہ مسیح کی جگہ اشتراکی امپریلزم کے سربراہ نے لے لی۔ اسٹالن جورشین امپائر کا سربراہ بن بیٹھا تھا، اس کی اہانت تو بڑی دور کی بات تھی، اس سے اختلاف رائے رکھنا بھی ممالک محرومہ روس کا سنگین جرم بن گیا۔ ایسے سر پھرے لوگوں کے یا تو سر کچل دیئے جاتے تھے جس کی مثال لیندن کے ساتھی ٹرائسکی کی خونچکاں موت کی

صورت میں موجود ہے جو اپنی جان بچانے کی خاطر روس سے بھاگ کر امریکہ میں پناہ گزیں تھا یا پھر ایسے مجرموں کو سائبیریا کے بیگار کیمپوں میں موت کے حوالے کر دیا جاتا تھا۔ ایسی اذیت ناک سزاوں اور موت کی گرم بازاری نے زارروس کے دور سیاہ کی عقوبات کو بھی بھلا دیا۔

برطانیہ میں بھی اگرچہ توہین مسیح کی جسمانی سزا نے موت موقوف کر دی گئی تھی، لیکن وہاں بھی اس جرم کی سزا کا قانون کامن لاء کے علاوہ بلاس فیمی ایکٹ (Blasphemy Act) کی صورت میں تبدیل ہو گیا۔ مناسب ہو گا کہ یہاں بلاس فیمی کے معنی کے ساتھ اس کی تعریف (Defination) کی بھی وضاحت کر دی جائے تاکہ اس کا صحیح مفہوم ذہن نشین ہو سکے۔

بلاس فیمی لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اہانت کے ہیں۔ لاطینی اصطلاح میں خدا کے وجود اور دین مسیح کی صداقت سے انکار یا نجات دہنندہ عالم یسوع مسیح کی شان میں اہانت اور انجیل مقدس کی تحریر اور تضییک کو بلاس فیمی کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان کی مستند قانونی لغت بلکیز لاڈ کشنری (Black's Law Dictionary) کی رو سے بلاس فیمی ایسی تحریر یا تقریر ہے جو خدا، یسوع مسیح، انجیل یادعائے عام کے خلاف ہو اور جس سے انسانی جذبات مجرور ہوں یا اس کے ذریعہ قانون کے تحت قائم شدہ چرچ کے خلاف جذبات کو مشتعل کیا جائے اور اس سے بد کرداری کو فروغ حاصل ہو۔ انسائیکلو پیڈیا آف برطانیکا میں بلاس فیمی کی تعریف ذرا کچھ مختلف ہے جس میں بتلایا گیا ہے کہ مسیحی مذہب کی رو سے بلاس فیمی گناہ ہے اور علمائے اخلاقیات بھی اس کی تائید کرتے ہیں جبکہ اسلام میں نہ صرف خدا کی شان میں بلکہ

پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی بھی بلاس فیمی کی تعریف میں آتی ہے۔

(انسانیکلوبیڈیا آف برٹانیکا، ج2، ص74)

برطانیہ میں توہین مسیح (Blasphemy) کامن لاء کے تحت قابل تعزیر جرم ہے، جبکہ بلاس فیمی ایکٹ میں مجرم کے لئے جسمانی موت کی بجائے شہری موت (Civil Death) کی سزا مقرر ہے جس کی رو سے حکومت ایسے مجرم کے سارے شہری حقوق سلب کرنے کی مجاز ہے۔ بلاس فیمی اگر تقریری ہو تو دو معتبر گواہوں کی شہادت لازمی ہوگی اور اگر تحریری ہو تو ایسی تحریر ثبوت جرم میں پیش کی جائے گی۔

معروف نجح پولاک کے خیال میں بلاس فیمی ایکٹ کے تحت کسی شخص کو تادیبی موت (Civil Death) کی سزا نہیں دی گئی مگر برطانیہ ہی کے ایک دوسرے ممتاز نجح برام ولی نے صحیح طور پر نجح پولاک (Pollock) کی تردید کی ہے۔ ہم برام ولی نجح کی تائید میں ڈینیس لی مون (Denis Lemon) ایڈیٹر گے نیوز (Gay News) کے ایک اہم مقدمہ کا حوالہ دیں گے۔ لی مون پر 1978ء میں توہین مسیح کے الزام میں برطانیہ کی عدالت میں کیس دائرہ ہوا۔ ایڈیٹر لی مون پر الزام یہ تھا کہ اس نے حضرت مسیح پر ایک مزاحیہ نظم لکھی ہے جس میں اس نے ان کو ہم جنس پرستی کی طرف مائل دکھایا تھا۔ اس مقدمہ کی اہم ترین بات یہ ہے کہ صفائی کے وکلاء نے ملزم کی طرف سے دفاع میں یہ نکتہ اٹھایا کہ ملزم نے بلاس فیمی کا ارتکاب ارادتاً یا قصداً (Wilfully) یا قصد (Motive) نہیں کیا تھا۔ یہ بات اس نے بطور تفریح کی ہے جس سے اہانت یا توہین مقصود نہیں۔ یہ وہی عذر ہے جو گستاخان رسالت شروع سے کرتے چلے آئے ہیں۔ جس کا ذکر کلام الٰہی میں آج سے چودہ سو سال قبل ہی

کردیا تھا اور انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔
 یہ وہی عذر ہے جو گستاخان رسالت شروع سے کرتے چلے آئے ہیں۔ جس کا ذکر کلام الٰہی میں آج سے چودہ سو سال قبل ہی کردیا تھا اور انہیں یہ بھی بتایا تھا کہ یہ عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔

دیکھنے قرآن حکیم کا یہ ارشاد:

قُلْ أَإِلَهُوَآيَةٌ وَرَسُولُهُ كُنْتُمْ تَسْتَهِنُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (پارہ 10، سورۃ توبہ، آیت 65-66)

”تم اللہ کے ساتھ، اس کی آیات کے ساتھ اور اسکے رسول ﷺ کے ساتھ استہزا (ہنسی مذاق) کرتے ہو۔ تمہارا کوئی عذر نہیں سن جائے گا، بلاشبہ تم نے ایمان کے بعد کفر کا ارتکاب کیا ہے۔“

لی مون کے مقدمہ میں صفائی کے وکلاء کا تمام ترزور اسی نکتہ پر تھا کہ گے نیوز میں ملزم نے مسح کے بارے میں ایسی بات تقریحاً یادِ لگی کے طور پر کی ہے جس میں اس کی نیت یا ارادہ کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی یہ بات بد نیت سے کہی گئی ہے کہ بلاس فیمی یا توہین مسح کے کیس میں ”نیت“ یا ”ارادہ“ غیر متعلق ہیں کیونکہ جو بات جناب مسح کے بارے میں کہی گئی ہے اس کا براہ راست تعلق ایک واضح حقیقت سے ہے جس کی وجہ سے پیر و ان مسح کے جذبات مشتعل ہوئے ہیں۔ اس لئے کہ ہر وہ بات اور ہر وہ چیز جو خدا، یسوع مسح اور باسل کی تضییک، استہزا، توہین اور تنقیص کا باعث ہو، وہ بلاس فیمی یا قانون توہین مسح کے تحت لا لق تعزیر جرم ہے۔ اس لئے لی مون کو بلاس

فہمی لا کے تحت جیوری نے سزا سنائی۔ فیصلہ میں مزید کہا گیا ہے کہ برطانیہ میں قانون تو اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ مذہب کا انکار کر دیا جائے وہ قابل گرفت جرم نہیں لیکن مذہب کے خلاف ناشائستہ اور اشتعال انگلیز زبان استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

اس طرح اہانت رسول ﷺ کے بارے میں قرآن مجید کی یہ وعید کہ استہزا کرنے والوں کا کوئی عذر قابل قبول نہیں ہوگا۔ بیسویں صدی میں خود منکرین ہی کے ذریعہ پوری کر کے دکھلا دی گئی۔ فیصلہ کا اقتباس برطانیہ کے کشیر الاشاعت روزنامہ THE David (27 اگست 1998ء کوڈ یوڈ ہالو) LONDON نے رپورٹ کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

BLASPHEMY AND BIGOTRY

"Sincerity" and an "atmosphere of reverence" are not a sufficient defence against blasphemy. The 1978 conviction of Denis Lemon, editor of "Gay News" for publishing a poem suggesting that Jesus was a promiscuous homosexual established that the intention, or motive, of an artist is irrelevant. It is a question of fact: Is Christian religious feeling "outraged and insulted"?

The law is clear: "Every publication is said to be blasphemous which contains any contemptuous, reviling, scurrilous or ludicrous matter relating to God, Jesus Christ, or the Bible" The law allow you to attack subvert or deny the Christain religion, but not in a way that is "indecent" or "intemperate"

امریکہ اور اس کی اکٹریکولر ریاستوں میں قانون توہین مسیح کو امریکی آئین کے بنیادی انسانی حقوق کے منافی نہیں قرار دیا گیا۔ اس سلسلہ میں امریکہ کی سپریم کورٹ نے بڑے دور رس فیصلے دیئے ہیں جو ملک عزیز کے معروضی حالات میں نہایت اہم ہیں۔ یہاں ہم امریکی سپریم کورٹ کے ایک معرکۃ الاراء فیصلے اسٹیٹ بنام موکس (State Vs. Mokas) سے ضروری اقتباس پیش کریں گے جس میں آزادی مذہب اور آزادی پر لیس کے بنیادی حقوق سے بحث کرتے ہوئے فاضل عدالت عظمی نے جو متفقہ فیصلہ دیا ہے اس کی تلخیص حسب ذیل ہے۔

"اگرچہ ریاست ہائے متحده امریکہ میں چرچ اور اسٹیٹ ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں اور ان میں باہمی کوئی ربط اور تعلق نہیں، لیکن اسلام، بدهمت اور دیگر مذاہب کے مقابلہ میں پیروان مسیح کی تعداد زیادہ ہے۔ حکومت کی زمام کار بھی ان ہی کے ہاتھوں میں ہونے کی وجہ سے ہر شعبہ زندگی میں ان کا اثر و رسوخ ہے اور عیسائیت ریاست اور ملک کی غالب اکثریت کا مذہب ہے" فاضل عدالت نے اپنے

بصیرت افروز فیصلہ میں تاریخ کے حوالے سے لکھا ہے:

”اور یہ بھی ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دنیا میں تہذیب و تمدن کے آغاز ہی سے کسی ملک کے طرز حکومت کی تشكیل میں دین و مذہب کا نہایت اہم روپ رہا ہے اور اس ملک کے استحکام اور بقاء کا انحصار بڑی حد تک اس مذہب کے احترام اور تکریم سے وابستہ ہے جو وہاں کی غالب اکثریت کے دینی شعائر سے علیحدہ نہ ہونے والے لازمی حصہ ہے۔“

فاضل عدالت نے اس کی مزید توضیح کرتے ہوئے لکھا ہے ”صدر امریکہ کی تقریب حلف و فاداری، اس کے علاوہ کانگریس اور مخفیہ کی افتتاحی تقاریب اور عدالتوں کی کارروائی شہادت کا انجیل مقدس پر حلف سے آغاز سے یہ نتیجہ اخذ کرنا مشکل نہیں کہ مملکت کے تکون یعنی عدالیہ، مخفیہ اور انتظامیہ کا بھی مذہب سے یک گونہ بالواسطہ تعلق ہے۔ اس لئے انہوں نے اپنے ریفرنس کا جواب دیتے ہوئے حتی طور پر یہ قرار دیا ہے کہ آزادی مذہب اور آزادی پریس کے آئینی تحفظات اور بنیادی حقوق، توہین مسیح کے قانون اور اس کی بابت قانون سازی کی راہ میں مزاحم نہیں ہیں۔

یورپ کے قانون داں بلاس فیہی کے قانون کی توجیہ کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ اس قانون کا محرك بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ مذہب پر حملہ دراصل ریاست پر حملے کے مترادف ہے۔ ان کی رائے میں اسی وجہ سے اکثر سیکولر ریاستوں میں بھی بلاس فیہی کو قابل تعزیر جرم بنادیا گیا۔

مخفیہ کی اس منطقی توجیہ اور امریکہ کی سپریم کورٹ کے ناقابل تردید دلائل کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہ مملکت خداداد پاکستان، جسے غلامان محمد

عربی ﷺ نے علیحدہ قومیت کی بنیاد پر حاصل کیا تھا، جہاں ریاست کا سرکاری مذہب اسلام ہے، جہاں پارلیمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ قرآن اور سنت رسول ﷺ کے خلاف کوئی فیصلہ صادر نہ کرے اور نہ ہی انتظامیہ کو شرع پیغمبر ﷺ سے سرمداختی کی جسارت ہو سکتی ہے۔ ایسے میں کیا اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہر کسی کو یہ کھلی اجازت ہے کہ وہ مسلمانوں کے آقا و مولا سرکار ختنی مرتبت ﷺ جن کے نام و ناموس پر مسلمان اپنی جان و مال اور ہر چیز قربان کرنے کو حاصل حیات سمجھتا ہے، کی شان میں گستاخی کرے اور قانون کی گرفت سے آزاد رہے۔

تاریخ کی یہ ایک معروضی حقیقت ہے کہ مااضی میں برطانیہ، امریکہ، روس اور یورپ کے کسی ملک میں بھی جب تک چرچ اور اسٹیٹ، دین اور ریاست، ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہوئے تھے، اس وقت تک سارے ملکوں میں چرچ کو مملکت پر برتری حاصل تھی اور وہاں یسوع مسیح کی پرستش ہوتی رہی۔ اس کے درپرده کلیسا کو ملک کے سیاہ و سفید پر اقتدار کی حاصل تھا، جس نے نشہ اقتدار میں بد مست ہو کر انسانیت پر لرزہ خیز مظالم کئے جس کے خلاف بغاوت کے نتیجہ میں چرچ اور مملکت، دین اور سیاست کی تفریق عمل میں آئی۔ اس لئے ان ملکوں نے سیکولر یعنی لا دینی طرز حکومت کو اپنالیا۔ اس کے باوجود ذوق پرستش ختم نہ ہو سکا اور اس نے ایک نئی صورت اختیار کر لی۔ اب یسوع مسیح کی بجائے ریاست کو فیش (Fetish) یعنی پوجمان شے بنالیا گیا اس لئے دنیا میں جہاں جہاں بھی سیکولر حکومتیں قائم ہوئیں وہاں ریاست کی مخالفت کو سنگین جرم بغاوت اور غداری قرار دیا گیا۔

آج دنیا کے تمام ملکوں میں خواہ وہ سیکولر، یا غیر سیکولر، جرم بغاوت کا قانون موجود ہے، جس کی سزا سزا نئے موت مقرر ہے۔ جو لوگ اس جرم کے الزام میں ماخوذ ہوں، انہیں گولیوں سے اڑا دیا جاتا ہے یا پھر انہیں تختہ دار پر کھینچا جاتا ہے۔ امریکہ جیسے مہذب اور ترقی یافتہ ملکوں میں انہیں گیس چیمبرز یا الکٹرک چیمز میں بٹھا کر اذیت ناک طریقہ سے مار دیا جاتا ہے اور جس ملک میں اس جرم کی سزا عمر قید ہے وہاں ایسے ملزموں کو عقوبت خانوں میں تڑپ تڑپ کر منے کے لئے بند کر دیا جاتا ہے۔ اس قانون کے خلاف آج تک کسی نے لب کشانی نہیں کی تو پھر کیا پاکستان ہی میں جو اس محسن انسانیت ﷺ کی نسبت غلامی کی وجہ سے معرض وجود میں آیا اور جن کا نام نامی ہی اس ملک کے قیام اور بقاء کا ضامن ہے، ان کی عزت و ناموس پر حملہ کرنے والوں کے خلاف قانون توہین رسالت، قابل اعتراض قانون ہے؟؟؟ قانون رسالت پر اعتراض دین و مذہب بلکہ خود اپنی عقل و دانش اور فہم و فراست سے یکسر انکار ہے۔

سوال 9: آئین پاکستان میں 295 کے تحت کون کون سی سزا تیں مقرر کی گئی ہیں؟

جواب P.P.C: (پاکستان پینل کوڈ) کے قانون 295 کے تین سیکشنز ہیں۔

A-B-C میں سیکشن A کے مطابق:

کسی مذہب یا مذہبی گروہ کے عقائد کو دانستہ بر اجلا کہنا جرم ہے۔

سیکشن B کے مطابق:

قرآن پاک کی بے حرمتی یا شہید کرنا اس سیکشن میں شامل ہے۔

سیکشن C کے مطابق:

حضرت ﷺ کی شان میں گستاخی، یعنی توہین رسالت، اس میں گستاخی کے لئے تحریری، تقریری سمیت تمام انداز شامل ہے۔



ناموس رسالت قانون کا اطلاق تمام انبیاء کے کرام پر ہوتا ہے

فیڈرل شریعت کورٹ نے 1991ء کے کیس میں اپنے فیصلے میں تمام باتیں واضح کر دی تھیں

اسلام آباد (رپورٹ: انصار عبادی) اگرچہ کیے میں کوئی ترمیم کر لے۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے میں بعد مگرے آئے والی کسی بھی حکومت نے اس قانون کی سیکشن-C-295 میں دواہم تجدیلیاں کی گئیں۔ پہلی تجدیلی عرقیدی کی تحریرات پاکستان کے توہین رسالت کے متعلق سیکشن-C-295 میں اسلام کے تمام تخفیروں کی باتات کے مطابق، ابتدائی طور پر نواز شریف کی حکومت نے فیڈرل کی گئی ہے۔ میڈیا میں عمومی طور پر اس محاٹے پر باتیں کی چالی گین یہ دفاقتی شریعت کورٹ ہے جس نے کی چالی گین یہ دفاقتی شریعت کورٹ ہے جس نے 1991ء میں یہ قرار دیا تھا کہ اس مخصوص سیکشن کا اطلاق تمام انبیاء کے کرام پر ہوگا اور توہین رسالت کے جرم کی سزا موت ہوگی۔ پرہیم کورٹ کے سینئر کیل، مذہبی اسکالار اور توہین رسالت کے مرکب کو سزاۓ موت دلوانے کیلئے طویل چدو جہد کرنے والے اسلحیل قریشی نے دی خود سے بات چیت کرتے ہوئے بتایا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کو اس وقت حتیٰ شغل مل گئی تھی جب اس وقت کی حکومت پرہیم کورٹ میں داڑ کروہ اپنی اجیل سے دشبراہ ہو گئی تھی۔ ناک شوز کے مباحثوں میں بھی چند دکھانے کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ C-295 میں غلطی ہے اور اس کا اطلاق تمام انبیاء کے کرام پر نہیں ہوتا۔ اسلحیل قریشی نے واضح کیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے بعد سیکشن-C-295 مذکورہ عدالت کے فیصلے کی روشنی میں ہی پڑھا جائے گا۔ سابق چیف جسٹ آف پاکستان جسٹس (ر) سعید الزماں صدیقی نے رابطہ کرنے پر اسلحیل قریشی کے بیان کی توہین کی اور کہا کہ اگر ہمیں عدیہ کا فیصلہ تھی ہو تو اس کے بعد وہ قانون بن جاتا ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ حکومت اس سلسلے کے حوالہ جات بھی بیش کئے تھے۔

قانون میں ہر سیکشن کے حوالے سے باقاعدہ علیحدہ سزا میں مقرر ہیں۔ جیسے سیکشن A کے مطابق کسی کے مذہب یا مذہبی عقائد کو جان بوجھ کر برا بھلا کہنے اور اس کے نتیجے میں لوگوں کے مذہبی جذبات کو بھڑکانے کی سزادس سال قید با مشقت اور جرم اور جرم ایجاد کو مد نظر رکھ کر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح قرآن پاک کی بے حرمتی، شہید کرنا یعنی سیکشن B میں قرآن پاک کی بے حرمتی خواہ کسی بھی انداز سے کی گئی ہو، اس کے لئے عمر قید کی سزا رکھی گئی ہے۔ جبکہ سیکشن C سید عالم ﷺ کی شان میں کسی بھی انداز میں گستاخی پر ملزم کے لئے سزا نے موت اور عمر قید کے علاوہ جرم ایجاد کرنے کی سزا مقرر کی گئی ہے۔

سوال 10: اگر گستاخ رسول توبہ کر لے تو کیا پھر بھی اسے سزا نے موت دی جائے گی؟

جواب: اس بات پر علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ اگر گستاخ رسول گستاخی کے بعد توبہ کر بھی لے پھر بھی اسے قتل ضرور کیا جائے۔

امام مصنف سراج الدین ابراہیم بن نحیم حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قول : اگر کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے مرتد ہوا، اگر ایسا شخص توبہ بھی کر لے تو بھی اسے قتل کر دیا جائے گا اور قتل کو ساقط کرنے میں اس کی توبہ قبول نہ ہوگی خواہ وہ توبہ کر کے آئے یا اس کی توبہ پر شہادت موجود ہو، باقی امور میں وجہ کفر کوئی اور شے بن رہی ہو تو توبہ کا مستحلہ دیگر ہے، اہانت رسالت میں نہیں۔ (بحوالہ : النہر الفائق شرح کنز الدقائق مطبوعہ بیروت لبنان جلد تیسرا ص 253)

2: بحر الرائق جلد پنجم صفحہ نمبر 125, 126 مطبوعہ کوئٹہ اشیخ امام زین الدین ابن نحیم

علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ہر وہ شخص جو رسول اللہ ﷺ سے دلی بعض رکھے وہ مرتد ہو گا، اس لئے آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والا بدرجہ اوّلیٰ مرتد ہو گا لہذا ایسے شخص کو قتل کر دیا جائے اور اس کی توبہ قبول نہ ہو گی جس کی وجہ سے قتل کو ساقط کیا جاسکے یہی اہل کوفہ (احناف) اور امام مالک کا مسلک ہے۔

3: قاضی صاحب مالا بد کے صفحہ نمبر 126 پر رقم طراز ہیں:

جومعون سرکار دو عالم ﷺ کی ذاتِ عالیہ کی شان میں بکواس کرے یا اہانت کا مرتكب ہو یاد یعنی امور میں سے کسی امر کا یا حضور اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک میں سے کسی عضو کا یا آپ ﷺ کے اوصاف میں کسی وصف کا عیب نکالے، ایسا کرنے والا خواہ مسلمان تھا یا ذمی کافر یا حرbi اگرچہ یہ سب کچھ اس نے مذاق میں کیا وہ واجب القتل ہے اور اس کی توبہ بھی قبول نہ ہو گی اس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔

4: امام خیر الدین رملی علیہ الرحمہ فتاویٰ خیریہ صفحہ 103 مطبوعہ بیروت لبنان میں لکھتے ہیں

خیر الدین رملی علیہ الرحمہ نے فرمایا جو سور کونین ﷺ کے لئے نازیبا کلمات کہتا ہے، وہ مرتد ہے اور اس کا حکم مرتدین کا حکم ہے (یعنی قتل کیا جانا) اس کی توبہ اصلاً قبول نہ ہو گی نیز اس پر تمام علماء کا اتفاق ہے جو ایسے شخص کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

5: ابن تیمیہ اپنی کتاب الصارم المسلط میں لکھتا ہے

گستاخ رسول ﷺ سے توبہ کا مطالبہ کئے بغیر اسے قتل کیا جائے گا چاہے وہ اسلامی

ملک کا رہنے والا ہو یا نہ ہو۔

6: امام مالک علیہ الرحمہ کا فتویٰ

خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا جو حضور اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کرے۔ ہارون الرشید نے لکھا تھا کہ عراق کے علماء نے شاتم رسول کو کوڑے لگانے کی سزا تجویز کی ہے۔ آپ کا اس مسئلہ میں کیا فتویٰ ہے تو امام مالک علیہ الرحمہ نے غضب ناک ہو کر فرمایا ”وہ امت زندہ کیسے رہے گی، جو نبی مکرم ﷺ کی شان میں سب وشم (توہین رسالت) پر خاموش رہے جو کسی بھی نبی کو گالی دے اسے قتل کیا جائے گا اور جو صحابہ کو گالی دے اسے کوڑے لگائے جائیں۔“ (کتاب الشفاء جلد دوم صفحہ نمبر 223)

7: امام ابو بکر احمد بن علی الرازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

حضرت لیث نے ایسے مسلمان کے بارے میں فرمایا جو نبی پاک ﷺ کو گالی دیتا ہے بے شک اس (نام نہاد مسلمان) سے نہ مناظرہ کیا جائے نہ اسے مہلت دی جائے اور نہ ہی اس سے توبہ کا مطالبہ کیا جائے اور اسے اسی مقام پر ہی قتل کیا جائے (یعنی فوراً قتل کر دیا جائے) اور یہی حکم توہین رسالت کرنے والے یہودی و نصرانی کا ہے۔ (کتاب : احکام القرآن)

سوال 11: جب گستاخ رسول کی توبہ قابلِ قبول نہیں تو پھر توبہ کرنے سے کیا فائدہ؟
جواب : گستاخ رسول اگر غیر مسلم ہے تو اس کو اس کی توبہ کا کوئی فائدہ نہ ہو گا اور اگر کوئی مسلمان گستاخی سے توبہ کر لے تو اس کو سزا نے موت دینے کے بعد اس کی نماز

جنازہ پڑھی جائے گی اس طرح وہ ہمیشہ جہنم میں جلنے سے بچ جائے گا۔
اگر کسی گستاخ رسول نے توبہ نہ کی اور وہ مسلمان تھا تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی
جائے گی۔ وہ ہمیشہ جہنم کی آگ میں جلے گا۔

گستاخ کے لئے نار جہنم ہے مناسب
جو آپ سے جلتا ہے وہ جل جائے تو اچھا



﴿رسوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا﴾

رسوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا
بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یار رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا
یعْبَادِی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا
نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا
تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

مدرسہ المصطفیٰ پاکستان

بفیضانِ نظر: فخر السادات حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدرسہ المصطفیٰ پاکستان علم دین کی دنیا میں ایک معروف ادارہ جس میں الحمد للہ سینکڑوں طلباء و طالبات نے حفظ قرآن و ناظرہ مکمل کیا اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس کے علاوہ درسِ نظامی کی کلاسوں کا بھی اہتمام ہے۔ ادارہ سے الحمد للہ بیشتر معروف علماء کرام، نعمت خواں حضرات و حفاظ کرام وابستہ رہے اور ہیں۔ اس کے علاوہ ادارہ کی مندرجہ ذیل سرگرمیاں ہیں۔

☆ مساجد کا قیام: ادارہ کے تعاون سے گذشتہ چند سالوں میں 27 مساجد کی تعمیرات (سندھ اور بلوچستان) کے ان مقامات پر کی گئی جہاں مساجد اہلسنت کی اشد ضرورت تھی اور اس سلسلہ میں مسلسل و مزید کام جاری ہے۔

☆ امدادِ غرباء: ادارہ کے تحت ہر سال رمضان المبارک میں کم و بیش 500 غرباء کو راشن تقسیم کیا جاتا ہے۔ (اس کے علاوہ سال بھر مختصر تعداد کی مختلف مواقع پر ممکنہ مدد کی جاتی ہے)

☆ مفت سلسلہ اشاعت: ادارہ کی جانب سے سارا سال مفت کتابیں، رسائل، پمپلٹ، پوسٹر، اسٹیکر وغیرہ تقسیم کئے جاتے ہیں جو کہ اب تک لاکھوں کی تعداد میں مختلف موضوعات (جن میں اصلاح عقائد، اعمال و فضائل و مسائل) کی کتب

شامل ہیں۔

☆ ایام بزرگانِ دین وغیرہ : ادارہ کے تحت سارا سال اعراس و ایام بزرگانِ دین کا شہر کے مختلف مساجد و مقامات پر انعقاد ہوتا ہے۔ بالخصوص بارہویں شریف و گیارہویں شریف کے جلوسوں کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے۔

☆ تربیتی نشستیں : شہر بھر میں مختلف مساجد و مقامات پر اکثر و بیشتر فہم دین وغیرہ کے کورسز کے ذریعے عوامِ الناس کے علم میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

☆ حج گروپ کا اہتمام : ادارہ کی جانب سے کم و بیش دس سال سے "No Profit - No Loss" گروپ خالصتاً عوامِ اہلست کے لئے تشکیل دیا جاتا ہے جس کا مقصد صحیح رہنمائی فراہم کرنا اور لوگوں کے عقائد و نظریات کا تحفظ کرنا ہے۔

اس کے علاوہ ادارہ بہت سے دیگر شعبہ جات میں سرگرم عمل ہے جن سے مسلکِ اہلست کی بھرپور ترویج و اشاعت ہو۔

ان تمام معاملات و شعبہ جات کو چلانے کے لئے آپ کے بھرپور مالی تعاون کی ضرورت ہے۔ ادارہ کے ساتھ تعاون فرمائ کر (زکوٰۃ، صدقات، عطیات) دے کر

آپ بھی ان نیک کاموں میں حصہ دار ہو جائیں۔ جزاک اللہ